

التفسير: مجلس تفسیر، کراچی جلد: ۱۰، شمارہ: ۲۷، جنوری تا جون ۲۰۱۶ء

عصر حاضر میں اخوت کے تقاضے

ڈاکٹر ناصر الدین صدیقی

اسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامی جامعہ کراچی، کراچی

Abstract

ALLAH! (peace be upon him) is the only creator of all his creations. He made Human beings as superior to all his creatures/creations. A man has a vital role in an Islamic society. He has to establish peace, brotherhood and social justice in the society.

In Islamic teachings, there are six main types of "Brothers" They are as follows:

1. Real brother(of same parents)
2. Razai brother(Milk taking together with a woman)
3. Allati brother(having same father and different mothers)
4. Akhyafi brother(having same mother and different fathers)
5. Teaching(Ustad) brother (having same teachers)
6. Guid (Peer) brother (having same spritual guide)
7. Arafati brother(performed Hajj together) etc
8. Relative brother(Specially inlaws)
9. Islami brother(On the basis of Deen-e-Islam)

ALLAH!(peace be upon him) gave some rights and duties to every person they are termed as "Huqooq al Allah" (Rights of Allah),"Huqooq al Ebad" (Rights of people) and Huqooq al Nafs (Rights of a person). If a person tries to balance all these three rights, he may get success here and hereafter.

If a person pays his duties for the welfare of his brothers as well as for the huminity, he will also succed every where.

Key Words: Creater, BrotherHood, Rights, Duties, Spritual Guide.

اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا، اسے نیک و بد اور اچھے و برے کی تمیز سکھائی، رشتوں، ناطوں میں جوڑا، دھھیال، نبھیاں، سسرال اور احباب سے منسلک کیا۔ حقوق اللہ، حقوق العباد اور حقوق الذات (النفس) میں اعتدال و توازن قائم رکھنے کا حکم۔ خصوصاً بھائی چارہ کے متعلق اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

عصر حاضر میں اخوت کے تقاضے

فَأَلْفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا (۱)

”پھر تمہارے دلوں میں اُلفت پیدا کی تو تم اس (رب) کی نعمت سے بھائی بھائی ہو گئے۔“

اسی طرح اللہ رب العزۃ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلَحُوا بَيْنَ أَخَوِيَّتُمْ (۲)

”بیشک مومنین تو آپس میں بھائی ہیں تو اپنے بھائیوں کے درمیان صلح کرادیا کرو۔“

قرآن مجید میں بھائی کے لئے اُسی (۸۰) سے زائد آیات ہیں۔ اسی طرح ان کی تفسیر میں سو سے زائد احادیث وارد ہیں۔ رسول کریم ﷺ نے ہجرت مدینہ کے فوراً بعد ریاست مدینہ کے قیام کے لئے ”موآخاہ بین المہاجرین والانصار“ قائم کی۔ جس کے بعد مہاجرین نے انصار کو دین سکھایا اور انصار نے مہاجرین کی، معاشی و معاشرتی، دنیاوی معاملات میں معاونت کی۔ کئی احادیث مبارکہ میں تو اتر کے ساتھ یہ الفاظ وارد ہیں۔

كُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا (۳)

”اللہ کے بندو! بھائی بھائی ہو جاؤ!“

اسی طرح ایک اور حدیث مبارکہ ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ۖ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: أَخُو الْمُسْلِمِ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَخُونُهُ وَلَا يَكْذِبُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ عَرَضُهُ وَمَالُهُ وَدَمُهُ، اتَّقَوْا هُنَا بِحَسَبِ أَمْرِ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ. (۴)

”حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، وہ اس سے خیانت نہیں کرتا، دانستہ اسکو جھوٹی اطلاع نہیں دیتا اور نہ ہی اُسے رسوا کرتا ہے۔ ایک مسلمان کا سب کچھ دوسرے مسلمان پر حرام ہے، اس کی عزت، اس کا مال اور اس کا خون۔ تقویٰ یہیں (دل میں) ہے کسی آدمی کے لئے یہی امر بہت بڑا اثر ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھنے لگے۔“

حدیث مذکورہ میں مسلمانوں کے ایک دوسرے پر برادرانہ حقوق بیان کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک دوسرے مسلمان کی تکفیر کر کے اس کو قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے، یہاں تک کہ کسی مسلمان بھائی کو کافر کہنے سے بھی روکا گیا ہے اور اس طرح تنبیہ کی گئی ہے کہ:

عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: أَيَّمَارَ جُلٍّ قَالَ لَا خِيَةَ كَافِرٌ فَقَدْ بَاءَ بِهِمَا أَحَدُهُمَا. (۵)

”حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہے تو ان دونوں میں سے ایک اس کا مستحق ہوتا ہے۔ لہذا کسی بھی مسلمان بھائی کو کافر نہیں کہنا چاہیے بلکہ اُس سے حسن اخلاق سے پیش آنا چاہیے۔“

عصر حاضر میں اخوت کے تقاضے

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ نَبِيُّ ﷺ لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا وَ لَوْ أَنْ تَلْقَى أَخَاكَ بِوَجْهِ طَلِيقٍ. (۶)

”حضرت ابو ذرؓ سے مروی ہے، نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا: بھائی میں سے کسی بھی شے کو حقیر مت سمجھو اگرچہ اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ مسکراتے چہرے سے ملنا ہی کیوں نہ ہو۔“

اُمتِ مسلمہ میں برادری اور بھائی چارے کے لحاظ سے بھائی کی کئی اقسام ہیں جن میں سے چند اہم مندرجہ ذیل ہیں:

☆ - حقیقی یا سگ بھائی: جو ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہوں۔

☆ - رضاعی بھائی: دودھ شریک بھائی۔

☆ - علاقائی بھائی: جن کے باپ ایک ہوں اور مائیں الگ الگ ہوں۔

☆ - اخینائی بھائی: جو ایک ہی ماں کی اولاد ہوں مگر ان کے باپ الگ الگ ہوں۔

☆ - استاد بھائی: وہ شاگرد جو ایک ہی استاد کے حلقہٴ درس سے وابستہ ہوں۔

☆ - پیر بھائی: وہ مریدین جو ایک ہی پیر کے حلقہٴ ارادت میں شامل ہوں۔

☆ - عرفاتی بھائی: وہ مسلمان حجاج جو سفر حج اور میدانِ عرفات میں ایک ساتھ رہیں۔

☆ - رشتے کا بھائی: چچا زاد، تایا زاد، پھوپھی زاد، خالہ زاد، ماموں زاد، وغیرہ، خصوصاً ساری خدائی ایک طرف جو روکا بھائی ایک طرف

☆ - اسلامی بھائی: دین اسلام کے ماننے والے۔ وغیرہ۔

بھائی کسی بھی قسم کے ہوں لیکن ان کے آپس میں ایک دوسرے پر حقوق العباد لاگو ہوتے ہیں۔ انہیں ایک دوسرے کے عیوب کی پردہ پوشی کرنا چاہیے جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ نَفَسَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً مِنْ كُرْبِ الدُّنْيَا نَفَسَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ يَسِّرْ عَلَى مُعْسِرٍ فِي الدُّنْيَا يَسِّرَ اللَّهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ عَلَى مُسْلِمٍ فِي الدُّنْيَا سَتَرَ اللَّهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ (۷)

”حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو آدمی کسی مسلمان سے کوئی دنیوی سختی دور کرے اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کی سختیوں میں سے کوئی سختی دور فرمائے گا۔ اور جو آدمی دنیا میں کسی تنگدست کو آسانی پہنچائے اللہ تعالیٰ اُسے دنیا و آخرت میں خوشحال فرمائے گا۔ اور جو شخص دنیا میں کسی مسلمان کے عیب کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں رہتا ہے جب تک بندہ اپنے (مسلمان) بھائی کی مدد میں رہے۔“

عصر حاضر میں اخوت کے تقاضے

اسی طرح بھائیوں میں کیسے ہی اختلافات کیوں نہ ہوں، قطع تعلق یا قطع رحمی ہرگز نہیں کرنی چاہیے کیونکہ حدیث نبوی ﷺ ہے:

عَنْ أَبِوِ الْيُوسُفِ الْاَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا يَحِلُّ لِلْمُسْلِمِ أَنْ يَهْجُرَ أَخًا فَوْقَ ثَلَاثٍ يَلْتَقِيَانِ فَيَصُدُّ هَذَا وَيَصُدُّ هَذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يُبْدَأُ بِالسَّلَامِ. (۸)

”حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑ دے (ناراض رہے) کہ دونوں کی ملاقات ہو تو یہ ادھر منہ پھیرے اور وہ ادھر منہ پھیرے۔ ان میں سے بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے۔“

اس کے علاوہ ایمان کی خصلتوں میں سے ایک خصلت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ أَوْ قَالَ لِبِجَارِهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ. (۹)

”حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی اُس وقت تک مومن نہیں ہوگا جب تک کہ وہ اپنے بھائی یا پڑوسی کے لئے وہی پسند نہ کرے جس کو خود اپنے لئے پسند کرتا ہوں۔“

اللہ العزہ نے اپنے بندوں کے لئے تین اقسام کے حقوق متعین فرمائے ہیں۔

☆ حقوق اللہ ☆ حقوق العباد ☆ حقوق الذات

جو بندہ ان تینوں اقسام کے حقوق کو اعتدال کے ساتھ ادا کرتا ہے، وہ متوازن شخصیت کا حامل ہوتا ہے۔ ”شمال ترمذی“

میں امام ترمذی علیہ الرحمہ نے ایک طویل حدیث نقل فرمائی ہے جس میں رسول کریم ﷺ کے اعتدال کا تذکرہ ہے:

قال الحسين رضى الله عنه فسالت ابي عن دخول رسول الله ﷺ فقال كان اذا اوى الى منزله جزء دخوله ثلثة اجزاء جزء لله عز وجل و جزء لاهله و جزء لنفسه ثم جز جزءه بينه و بين الناس فيرد ذلك بالخاصة على العامة ولا يدخرو عنهم شيئاً و كان من سيرته في جزء الامة ايثار اهل الفضل باذنه و قسمه على قدر فضلهم في الدين فمِنْهُمْ ذُو الْحَاجَةِ و مِنْهُمْ ذُو الْحَاجَتَيْنِ و مِنْهُمْ ذُو الْحَوَائِجِ فَيَتَشَاغَلُ بِهِمْ و يَشْغَلُهُمْ فِيمَا يَصْلَحُهُمْ و الامة من مسئلتهم عنه و اخبارهم بالذي ينبغي لهم و يقول ليلبغ الشاهد منكم الغائب و ابلاغوا في حاجة من لا يستطيع ابلاغها فانه من ابلاغ سلطاناً حاجة من لا يستطيع ابلاغها ثبت الله قدميه يوم القيمة و لا يذكر عنده الا ذلك و لا يقبل من احد غيرهم يدخلون رواداً و لا يفترقون الا عن ذواق و يخرجون ادلة يعنى على الخير قال فسألته عن مخرجهم كيف كان يصنع فيه قال كان رسول الله ﷺ يحزن لسانه الا فيما يعنيه و يؤلفهم و لا ينفرهم و يكرم كريم كل قوم و يؤليه عليهم و يحذر الناس

عصر حاضر میں اخوت کے تقاضے

ويحترس منهم من غير ان يطوى عن احد منه بشره، ولا خلقه ويتفقد اصحابه، ويسال الناس عما فى الناس و يحسن الحسن ويقويه ويقبح القبيح ويوهيه معتدل الامر غير مختلف ولا يغفل ومخافة ان يغفلوا او يملؤا لكل حال عنده، عتاد ولا يقصر عن الحق ولا يجاوزه، الذين يلونه من الناس خيارهم افضلهم عنده، اعمهم نصيحة واعظمهم عنده، منزلة احسنهم مواساة و موارد فسالته، عَنْ مَجْلِسِهِ فَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَقُومُ وَلَا يَجْلِسُ إِلَّا عَلَى ذِكْرٍ وَ إِذَا انْتَهَى إِلَا بِهِ الْمَجْلِسُ وَ يَأْمُرُ بِذَلِكَ يَعْطَى كُلَّ جَلِيسَاتِهِ بِنَصِيْبِهِ لَا يَحْسَبُ جَلِيسِيْهِ، اِنْ اَحَدًا اَكْرَمَ عَلَيْهِ مِنْهُ مِنْ جَالِسِهِ اَوْ فَاوَضَهُ، فِى حَاجَةٍ صَابِرُهُ، حَتَّى يَكُوْنَ هُوَ الْمُنْصَرَفُ عَنْهُ وَمِنْ سَالَهُ، حَاجَتُهُ، لَمْ يَرُدَّهُ، اِلَّا بِهَا اَوْ بِمِيسُورٍ مِنَ الْقَوْلِ قَدْ وَسَّعَ النَّاسُ بِسَطِهِ، وَ خَلَقَهُ، فَصَارَ لَهُمْ اَبًا وَ صَارُوا عَنْده، فِى الْحَقِّ سَوَاءً مَجْلِسُهُ مَجْلِسُ حِلْمٍ وَ حَيَاءٍ وَ صَبْرٍ وَ اَمَانَةٍ لَا تَرْفَعُ فِيْهِ اِلَّا صَوَاتٌ وَلَا تُؤْبِنُ فِيْهِ الْحَرَمُ وَلَا تُنْشِئُ فِلْتَاتَهُ مُتَعَادِلِينَ بَلْ كَانُوا يَتَفَاضِلُونَ فِيْهِ بِالتَّقْوَى، مَتَوَاضِعِينَ يُؤَقِرُونَ فِيْهِ الْكَبِيرَ وَ يَرْحَمُونَ فِيْهِ الصَّغِيرَ وَيُؤْتِرُونَ ذَا الْحَاجَةِ وَيَحْفَظُونَ الْغَرِيبَ . (۱۰)

”حضرت امام حسینؑ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد (حضرت علی مرتضیٰؑ) سے رسول کریم ﷺ کے گھر تشریف لانے (کی کیفیت) کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ: جب آنحضرت ﷺ گھر تشریف لاتے تو اپنے گھر کے وقت کو ”تین“ حصوں میں تقسیم فرماتے، ایک حصہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے، ایک حصہ گھر والوں کے (حقوق کی ادائیگی) کے لئے اور ایک حصہ اپنی ذات کے لئے، پھر اپنا حصہ اپنے اور لوگوں کے درمیان تقسیم فرماتے، پس (اپنے فیوض و برکات) خاص صحابہ کرام کے ذریعے عام لوگوں تک پہنچا دیتے اور ان سے کوئی چیز روک کر نہ رکھتے، اُمت کے حصے (وقت) میں آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ علم و عمل والوں کو (گھر کے اندر آنے کی) اجازت فرماتے اور ان کی دینی فضیلت کے اعتبار سے ان پر وقت تقسیم فرماتے۔ ان میں سے کسی کی ایک ضرورت ہوتی، کوئی دوسرے کوئی والا ہوتا اور کسی کی بہت سی حاجتیں ہوتیں۔ آپ ان (کی ضروریات) میں مشغول ہوتے اور ان کو ان کی اپنی اور باقی اُمت کی اصلاح سے متعلق کاموں میں مشغول رکھتے۔ ان سے ان کے مسائل کے بارے میں پوچھتے اور ان کے مناسب حال ہدایات فرماتے، آنحضرت ﷺ فرماتے، حاضر کو غائب تک سنے ہوئے مسائل پہنچانے چاہئیں اور میرے پاس ایسے آدمی کی ضرورت بھی پہنچایا کرو جو خود نہیں پہنچا سکتا، کیونکہ جو شخص ایسے آدمی کی حاجات کسی صاحب اختیار کے پاس پہنچاتا ہے، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے ثابت قدم رکھے گا اور آنحضرت ﷺ کے پاس ایسی ہی ضروریات کا ذکر کیا جاتا تھا۔ آپ اس کے خلاف (فضول

عصر حاضر میں اخوت کے تقاضے

بات) قبول نہیں فرماتے تھے، لوگ آپ کے پاس (علم و فضل کی) چاہت لے کر آتے اور جب واپس جاتے تو (علم و فضل کے علاوہ) کھانا وغیرہ بھی کھا کر جاتے اور بھلائی کے راہنما بن کر جاتے۔ (حضرت امام حسینؑ) فرماتے ہیں میں نے اپنے والد ماجد (حضرت علیؑ) سے آنحضرت ﷺ کے ”باہر تشریف لے جانے“ (کی کیفیت) کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ: آنحضرت ﷺ اپنی زبان مبارک کو صرف بامقصد کلام کے لئے استعمال فرماتے، صحابہ کرام کو باہم محبت سکھاتے اور ان کو جدانہ ہونے دیتے، آپ ہر قوم کے معزز آدمی کی عزت کرتے اور اسے ان پر حاکم مقرر کرتے، لوگوں کو (عذاب الہی سے) ڈراتے اور ان سے اپنی حفاظت فرماتے، لیکن اس کے باوجود ہر ایک سے خندہ روئی اور خوش اخلاقی سے پیش آتے، اپنے صحابہ کرام کے حالات دریافت کرتے اور لوگوں کے حالات بھی معلوم فرماتے رہتے، آپ اچھے کو اچھا سمجھتے اور اس کی تائید فرماتے، برے کو برا سمجھتے اور اسے ذلیل و کمزور کرتے۔ آپ ہمیشہ میانہ روی اختیار فرماتے۔ اور (صحابہ کرام سے) بے خبر نہ رہتے کہ کہیں وہ غافل یا سست نہ ہو جائیں۔ آپ کے پاس ہر حالت کے لئے مکمل سامان ہوتا، آپ نہ تو حق سے قاصر رہتے اور نہ آگے بڑھتے (یعنی حق پر رہتے) لوگوں میں سے بہترین افراد آپ کے ہم نشین ہوتے۔ آپ کے نزدیک وہ افضل ہوتا جو لوگوں کا زیادہ خیر خواہ ہوتا، جو لوگوں پر زیادہ احسان کرتا اور ان سے اچھا برتاؤ کرتا، آپ کے نزدیک وہ بڑے مرتبہ والا ہوتا۔ (حضرت امام حسینؑ) فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد (حضرت علیؑ) سے آنحضرت ﷺ کی ”مجلس مبارک“ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اٹھتے بیٹھتے اللہ کا ذکر کرتے، جب آپ کسی مجلس میں تشریف لے جاتے تو جہاں مجلس ختم ہوتی وہاں تشریف رکھتے اور اسی بات کا حکم بھی فرماتے، ہر بیٹھنے والے کو اس کا حق دیتے (یعنی برابری سے پیش آتے)۔ کوئی بیٹھنے والا یہ نہ سمجھتا کہ اس سے کوئی زیادہ باعزت ہے۔ جب کوئی شخص آپ کے پاس بیٹھتا یا آپ سے گفتگو کرتا تو جب تک وہ خود نہیں چلا جاتا، آپ اس کے پاس بیٹھے رہتے اور جو آپ کے سامنے ضرورت پیش کرتا، آپ اس کی حاجت پوری فرماتے۔ یا نرمی سے جواب دے دیتے، آنحضرت ﷺ کی خوش مزاجی اور حسن اخلاق عام تھا، چنانچہ آپ لوگوں کے لئے باپ کی طرح تھے اور تمام لوگوں کے حقوق آپ کے نزدیک برابر تھے، آپ کی مجلس، بردباری، حیا، صبر اور امانت کی مجلس ہوتی تھی، نہ تو وہاں آوازیں بلند ہوتیں اور نہ ہی عزتوں پر عیب لگایا جاتا، اس مجلس مبارک کی غلطیاں (بالفرض کسی سے صادر ہو جائے) پھیلائی نہیں جاتی تھیں۔ اہل مجلس آپ میں برابر ہوتے، (ایک دوسرے پر فخر نہیں کرتے تھے)۔ صرف تقویٰ کی وجہ سے ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے تھے، اہل مجلس عاجزی کرتے، بڑوں کی عزت کرتے اور چھوٹوں پر رحم کرتے، حاجت مندوں کو ترجیح دیتے اور مسافر (کے حقوق) کا خیال رکھتے۔“

عصر حاضر میں اخوت کے تقاضے

اس حدیث مبارکہ میں مسلمانوں کے لئے رسول کریم ﷺ کی خلوت (گھریلو زندگی)، جلوت (بیرونی زندگی) اور گھر میں یا باہر آپ کی مجلس کے احوال و کیفیات بیان کئے گئے ہیں، جو اسوہ حسنہ کا نمونہ اور انفرادی و اجتماعی زندگی میں برادرانہ تعلقات کو قائم رکھنے بلکہ فروغ دینے میں مشعل راہ ہیں۔

مذکورہ بالا آیات قرآنی و احادیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مسلمانوں کو آپس میں اتحاد، اتفاق، محبت، رواداری اور اخوت کو پروان چڑھانے کے لئے ایک دوسرے سے مسکرا کر ملنا چاہیے، جائز کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہیے، ایک دوسرے کے عیوب کی پردہ پوشی کرنی چاہیے، قطع تعلق نہیں کرنا چاہیے، غیبت و خیانت نہیں کرنی چاہیے، نہ کسی پر تہمت لگانی چاہیے اور نہ ہی تکفیر کرنی چاہیے۔ نہ گالی دینی چاہیے اور نہ ہی ناحق قتل کرنا چاہیے بلکہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی چیز پسند کرنی چاہیے جو خود کو پسند ہو۔ اس کے علاوہ سخاوت و ایثار کرنے سے آپس میں محبت میں اضافہ ہوتا ہے جبکہ خود غرضی و لالچ سے تعلقات میں خرابی و بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔

عمر، منصب، رشتے، نسب اور علم و تقویٰ کی بنیاد پر ایک دوسرے کا ادب و احترام کرنا چاہیے اور اپنے معاملات کو باہمی مشاورت سے سرانجام دینا چاہیے۔ مثلاً اسلام میں بزرگی یا بڑائی کا لحاظ عمر سے کیا جاتا ہے، جو عمر رسیدہ ہو اسے محافل میں عزت و اولیت دی جاتی ہے۔ اگر کسی کو اللہ تعالیٰ نے کسی بڑے منصب پر فائز کیا ہے تو اس کا احترام کیا جائے گا، کسی کا رشتہ بڑا ہے، یعنی والدین، دادا دادی، نانا نانی، چچا تایا، خالہ خالو، ماموں ممانی، پھوپھی پھوپھا وغیرہ، یہاں تک کہ بڑے بھائی بہن تک کی بھی تعظیم کرنا لازمی ہے، کیوں کہ ایسا نہ کرنے پر احادیث مبارکہ میں سخت وعید ہے، اور بقول عرفا:

گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقیت

”اگر تم نے لوگوں کے مرتبے کا لحاظ نہ کیا تو یہ بے دینی ہے۔“

اسی طرح اسلامی معاشرے میں سب سے زیادہ عزت و احترام کے لائق وہ ہستی ہے جو علم و عمل اور تقویٰ سے مزین ہو، خواہ وہ عمر، رشتے اور حسب نسب و منصب کے لحاظ سے کم تر ہی کیوں نہ ہو۔ جن معاشروں میں اسلامی اخلاقی اقدار کا خیال رکھا جاتا ہے وہاں اخوت کا جذبہ پروان چڑھتا ہے اور معاشرہ تیزی سے ترقی کرتا ہے، اور جہاں ادب، لحاظ نہ رہے، وہاں معاشرہ، افراط و تفریط اور تنزلی کا شکار ہو جاتا ہے۔ اخوت کو ایسے فروغ دینا چاہیے کہ بقول شاعر:

اخوت اس کو کہتے ہیں چھہ کاٹنا جو کاہل میں

تو ہندوستان کا ہر پیر و جوان بیدار ہو جائے

رسول کریم ﷺ نے مدینہ منورہ ہجرت کرنے کے بعد ”موافاة بین المہاجرین والانصار“، یعنی مہاجرین و انصار کے درمیان جو رشتہ بھائی چارہ قائم فرمایا، اس کی مثال تاریخ انسانی میں کہیں اور نہیں ملتی۔ صحابہ کرامؓ نے اس بھائی بندی کے رشتے کو حقیقی بھائیوں بڑھ کر نبھایا اور وقت پڑنے پر اپنی جان و مال کی قربانی سے بھی دریغ نہیں کیا۔ اسی لئے مفکر پاکستان شاعر مشرق علامہ محمد اقبال فرماتے ہیں:

عصر حاضر میں اخوت کے تقاضے

یہی مقصودِ فطرت ہے یہی رمزِ مسلمانی
اخوت کی جہانگیری محبت کی فروانی

جن لوگوں نے باہمی اخوت کو قائم رکھا، انہوں نے گھر، محلہ، خاندان اور برادری میں عزت و وقار میں اضافہ کیا اور جن لوگوں نے ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچیں اور تکبر و ریاکاری اور ناپستی کے خول کو اپنے اوپر چڑھائے رکھا۔ ان کی نہ تو ان کے اپنے گھر، محلہ اور خاندان میں کوئی عزت رہی اور نہ ہی انہیں کوئی قابلِ رشک موت نصیب ہوئی۔

اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم مسلمانوں کو آپس میں برادرانہ تعلقات کو فروغ دینے اور ایک دوسرے کی تکلیفات کا احساس کرتے ہوئے، انہیں دور کرنے میں خلوص نیت کے ساتھ تعاون کرنے کی توفیق نصیب کرے! آمین

حوالہ جات و حواشی

- ۱۔ آل عمران، ۱۰۳:۳
- ۲۔ الحجرات، ۱۰:۴۹
- ۳۔ جامع ترمذی، امام ترمذی، باب ۱۲۹۰، ماجاء فی الحسد، حدیث نمبر ۲۰۰۰، ج ۱، ص ۹۰۷
- ۴۔ جامع ترمذی، امام محمد بن عیسیٰ، باب ۱۲۸۴، ماجاء فی شفقۃ المسلم علی المسلم، حدیث نمبر ۱۹۹۲، ج ۱، ص ۹۰۴، مترجم: مولانا محمد صدیق ہزاروی سعیدی، فرید بک اسٹال لاہور، ۱۹۸۴ء، ریاض الصالحین، باب تعظیم حرمت المسلمین و بیان حقوقہم، حدیث نمبر ۲۳۶
- ۵۔ صحیح مسلم، ج ۱، باب ۲۵، حدیث ۱۲۳، جامع ترمذی، باب ۲۱۴، ماجاء فی من رمی اخاه بکفر، حدیث ۵۳۳، ص ۲۲۳
- ۶۔ ریاض الصالحین، باب فی بیان کثرة طرق الخیر، حدیث ۱۲۱، صحیح مسلم، باب ۹۳۸، کتاب البر والصدق
- ۷۔ جامع ترمذی، ج ۱، ماجاء فی الستر علی المسلمین، باب ۱۲۸۵، حدیث ۱۹۹۵، ص ۹۰۵
- ۸۔ جامع ترمذی، ایضاً، ص ۹۰۶
- ۹۔ صحیح مسلم، ایضاً، باب ۱۶، حدیث ۷۸
- ۱۰۔ جامع ترمذی مع شمائل ترمذی، امام محمد بن عیسیٰ، مترجم: مولانا محمد صدیق سعیدی ہزاروی، ج ۲، فرید بک اسٹال، لاہور، ۱۹۸۴ء، ص ۸۹۱ تا ۸۹۳